صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

اصولِ درایتِ حدیث: ضرورت، اہمیت اور حفاظتِ حدیث میں اس کا کردار

The Principles of Hadith Dirayah: Its Need, Significance, and Role in the Preservation of Hadith

Muhammad Abubakar
Visiting Lecturer, University of agriculture, Faisalabad, abubakarzaheer5@gmail.com

Muhammad Naveed Khan
Visiting Lecturer, University of agriculture Faisalabad, muhammadnaveedkhan173@gmail.com

Hamid Mehmood
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore, Pakistan.
hamidmehmood7295@gmail.com

Abstract:
Hadith is the second primary source of Islamic law and plays a fundamental role in understanding and applying the teachings of the Qur'an. The science of Hadith Dirayah provides essential principles for examining, verifying, and critically evaluating Hadith reports. This article discusses the need and significance of these principles in preserving the authenticity and integrity of Prophetic traditions. It highlights the importance of isnad (chain of transmission) in distinguishing authentic reports from weak or fabricated narrations. The study also explains the role of early Muslim scholars in developing systematic methods of narrator criticism, authentication, and textual analysis. Furthermore, it examines the importance of Jarh wa Ta'dil in protecting the Hadith from errors, fabrications, and unreliable transmitters. The article demonstrates that Hadith Dirayah has played a vital role in safeguarding Islamic teachings from distortion and misunderstanding. It concludes that adherence to the principles of Hadith criticism is essential for the reliable transmission, proper understanding, and preservation of the Prophetic Sunnah.

Keywords: *Hadith Dirayah, Hadith, Sunnah, Isnad, Hadith Criticism, Jarh wa Ta'dil, Authentication, Preservation of Hadith*

حدیثِ نبوی ﷺ قرآنِ مجید کے بعد اسلامی شریعت کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے اور قرآنِ کریم کی تشریح و توضیح میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ احادیثِ رسول ﷺ کی صحت و ثقاہت کو برقرار رکھنے کے لیے محدثین نے تحقیق و تنقید کے منظم اصول وضع کیے، جنہیں علمِ درایتِ حدیث کہا جاتا ہے۔ علمِ درایت کے ذریعے حدیث کی سند، متن اور رواۃ کے حالات کا جائزہ لے کر صحیح اور غیر صحیح روایت میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ اس علم کی بدولت محدثین نے موضوع، ضعیف اور ناقابلِ اعتماد روایات کو احادیثِ صحیحہ سے الگ کرنے کے لیے غیر معمولی تحقیقی خدمات انجام دیں۔ اسنادِ حدیث کو روایت کی صحت جانچنے کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا اور جرح و تعدیل کے ذریعے رواۃ کی عدالت و ضبط کا تحقیقی جائزہ لیا گیا۔ حفاظتِ حدیث اور صیانتِ دین کے حوالے سے علمِ درایت نے امتِ مسلمہ کو ایک مضبوط تحقیقی منہج فراہم کیا، جس کے ذریعے احادیث کو تحریف، تدلیس اور وضع سے محفوظ رکھنے میں مدد ملی۔ زیرِ نظر مضمون میں اصولِ درایتِ حدیث کی ضرورت و اہمیت، اسناد کی حیثیت، تحقیقِ روایت اور حفاظتِ حدیث میں اس کے بنیادی کردار کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

درایت کی ضرورت واہمیت اصولِ

درایت کا تعلق حدیث کی تدوین و تفہیم اور تحقیق و تنقید سے ہے، اور حدیث کی اہمیت و حجیت اصولِ روایت کی ضرورت و افادیت پر دلالت کرتی ہے۔ بالفاظِ دیگر اصولِ درایت کی اہمیت کا صحیح اندازہ اسی صورت میں ممکن ہے جب حدیث کے شرعی مقام و مرتبے کی تعیین ہو گی، لہٰذا احادیث کی حجیت و تشریعی حیثیت مختصر طور پر بیان کی جاتی ہے۔

حدیث کی تشریعی حیثیت:

حدیث دینِ اسلام کا دوسرا بنیادی مأخذ ہے۔ قرآنِ مجید کے بعد حدیثِ رسول ﷺ کا درجہ مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾[1]

"اور جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

[1] سورۃ النساء، آیت:80۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی سے ممکن ہے۔ دوسرے مقام پر قرآنِ مجید نے یوں وضاحت کی ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾[2]

"اور رسول اللہ (ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔" حدیثِ رسول قرآن کی ممد، مفسر، تشریح و توضیح ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾[3]

"اور یہ یاد (ذکر) اور کتاب ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف اتاری ہے تاکہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے، آپ (ﷺ) اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔" قرآنِ مجید کی تشریح و توضیح کے علاوہ حدیثِ رسول ﷺ میں حلال و حرام کے بیشتر احکام بھی موجود ہیں۔ آپ ﷺ کے اس مقام و منصب کا تذکرہ قرآنِ مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾[4]

"(وہ محمد ﷺ) ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں، اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دور کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور محبت کے حصول کے لیے بھی اتباعِ رسول ﷺ کی شرط ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[5]

---

[2] سورۃ النجم، آیات: 3-4۔

[3] سورۃ النحل، آیت: 44۔

[4] سورۃ الاعراف، آیت: 157۔

[5] سورۃ آل عمران، آیت: 31۔

"کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: هذه الآية الكريمة حاكمة على كل من ادعى محبة الله وليس هو على الطريقة المحمدية فإنه كاذب في نفس الأمر حتى يتبع الشرع النبوي في جميع أقواله وأفعاله[6]

"یہ آیت اس امر میں فیصلہ کن ہے کہ ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویدار ہو اور محمدی طریقہ کار کا پابند نہ ہو وہ اس دعوے میں فی نفسہ جھوٹا ہے، وہ شرعِ نبوی کو تمام اقوال و افعال میں اختیار نہ کرلے۔

"مذکورہ بالا دلائل سے یہ قطعی طور پر حدیث کی اہمیت و حجیت ثابت ہوتی ہے، نیز حدیث سے استفادے کے بغیر تفہیمِ قرآن ناممکن ہے، اسلام کے بیشتر احکام و مسائل کا مآخذ حدیثِ نبوی ہے۔ بنابریں حفاظتِ حدیث دوسرے لفظوں میں صیانتِ اسلام ہے، یہی وجہ ہے صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ، محدثین اور مسلم علماء و امت نے حفاظت و اشاعتِ حدیث کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اور حدیث کو افترا اور اسقاط سے محفوظ رکھنے کے لیے نظیر المثال کاوشیں کیں۔ محدثین کی تحقیقی خدمات کی حدیثِ پاک سے تائید: احادیث کی جمع و تدوین میں محدثین نے جو تحقیق و تنقید سے اعلیٰ معیار قائم کیا، اس کا ذکر ایک حدیث میں بطور پیش گوئی کے موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں: يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين[7]

"ہر اس علم کو پہلے لوگوں سے عادل لوگ حاصل کریں گے جو کہ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی عریانی اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔"

---

[6] ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد سلامہ، ریاض: دار طیبہ، 1999ء، ج2، ص32۔

[7] أبو نعیم الأصبهاني، أحمد بن عبد الله، معرفة الصحابة، تحقیق: عادل بن یوسف العزازی، الریاض: دار الوطن، 1998ء، ج1، ص211، حدیث: 732

اصولِ حدیث اور اسناد کی اہمیت:

سند حدیث اور اصولِ حدیث کی پابندی ایک لازمی ضابطے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بغیر سند کے حدیث کی صحت مشکوک ہے، گویا سند حدیث کا لازمی جز ہے۔ عبد اللہ بن مبارکؒ سند / حدیث کی اصولی حیثیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

مثل الذي يطلب أمر دينه بلا اسناد ، كمثل الذي يرتقى السطح بالسّلم[8]

"جو بغیر سند کے دینی احکام کا طالب ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھنا۔"

گویا دین کے احکام و اصول کو بغیر سند دیکھے قبول کرنے جانا بہت نقصان دہ امر ہے۔ حفاظتِ حدیث کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اصولِ حدیث کی مکمل پابندی کی جائے۔ یہ اصولِ حدیث ایک لحاظ سے دین کے تحفظ کے ضامن ہیں، اہل ایمان کے لیے ان اصولوں کی تعمیل اس اسلحے کی طرح ہے، جو دشمن سے دفاع کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

الاسناد سلاح المؤمن ، فاذا لم يكن معه سلاح ، فبأى شى يقاتل[9]

"اسناد مومن کا ہتھیار ہیں، اگر اس کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو وہ کس چیز کے ساتھ قتال کرے گا؟"

مومن کے لیے اسناد بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ کیونکہ اسناد کے ساتھ ہی روایت کا ثبوت کیا جانا ممکن ہے، احکامِ شریعت کو انہیں خرافات سے مامون و محفوظ رکھنے میں التزامِ اسناد کا بہت نمایاں حصہ ہے، اگر معاذ اللہ دینِ حدیث میں درایتی اصول کار فرمانہ ہوتے تو یقیناً دین رطب و یابس کا مجموعہ بن جاتا اور اپنی اصل حالت میں قائم نہ رہتا۔ امام شافعیؒ اسناد کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

---

[8] ابن المبارک، عبد اللہ بن المبارک، قول: مثل الذي يطلب أمر دينه بلا إسناد كمثل الذي يرتقي السطح بلا سلم، بحوالہ: السخاوي، محمد بن عبد الرحمن، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، بیروت: دار الكتب العلمية، ص4

[9] الثوري، سفيان بن سعيد، قول: الإسناد سلاح المؤمن، فإذا لم يكن معه سلاح فبأي شيء يقاتل؟، بحوالہ: السخاوي، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، بیروت: دار الكتب العلمية، ج2، ص4

مثل الذی یطلب العلم بلا سند کحاطب لیل یحمل حزمة الحطب ، فیہا افعی وھولا یدري[10]

"جو شخص بغیر سند کے حدیث طلب کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو رات کو لکڑیاں اکٹھی کر کے ان کا گٹھا اٹھالاتا ہے، ان میں خطرناک سانپ ہو جو اسے بے خبری میں ڈس لے۔" گویا بغیر اسناد کے علم (علمِ حدیث وغیرہ) کا قبول کرنا بے حد خطرناک ہے۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

الاسناد زین الحدیث

"اسناد حدیث کی زینت ہیں۔"

ابن سیرینؒ علمِ حدیث میں اسناد کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:(ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم) یہ (حدیث) دین ہے اس بات کا خیال کرو کہ تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔"

امام موصوف کا مقصد یہ ہے کہ حدیث کی قبولیت میں اصولِ حدیث کی پابندی کرو اور ہر کس و ناکس کی روایت قبول نہ کی جائے، بلکہ خوب تحقیق و تدقیق سے روایت کو جانچ پرکھ کر عمل کیا جائے۔ عہدِ صحابہ کے بعد لوگوں کے پھیلاؤ کی وجہ سے، روایات میں کذب و افتراء کے شامل ہونے کا خدشہ تھا۔ اگر ائمہ محدثین اس نازک صورتحال میں حدیث کے اخذ ورد کے لیے بے مثال تنقیحی اصول و ضوابط اختیار نہ کرتے اور بغیر جرح وتعدیل کے احادیث کی سماعت و قبولیت کا معاملہ جاری رہتا تو زنادقہ، ملحدین کی سازشوں سے دینِ اسلام میں ایسی خرافات حدیث کے رنگ میں شامل ہو جاتیں کہ حق و باطل میں تمیز ناممکن ہو جاتی۔ آج جو مہذب و تحقیق انگیز ذخیرۂ حدیث مدون و مرتب موجود ہے،۔

یہ اصولِ حدیث کی پابندی اور محدثینِ واثقہ عظام کی بے نظیر خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان علماءِ امت نے نہایت عرق ریزی اور باریک بینی سے سند و متن کے تحقیقی و تنقیدی جائزے کے لیے قرآن و حدیث کی تعلیمات سے رہنمائی لیتے ہوئے بیش قیمت اور ٹھوس مطالب و اصول وضع کیئے جنہیں اصولِ حدیث یا مصطلح الحدیث یا علم الدرایۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بغیر سند کے متنِ

---

[10] الشافعي، محمد بن إدریس، قول: مثل الذي یطلب الحدیث بلا إسناد کمثل حاطب لیل، بحوالہ: السخاوي، فتح المغیث بشرح ألفیۃ الحدیث، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ج3، ص4-5

حدیث کے بیان پر قدغن لگائی گئی۔ اسناد کو قوام اور اساسِ حدیث قرار دیا گیا، بلاسند روایتِ حدیث کو غیر مسلموں کے افعال سے تعبیر کیا۔ چنانچہ اسحاق بن ابراہیم الحنظلیؒ کہتے ہیں:

كان عبد الله بن طاهر اذا سألني عن الحديث فذكرته بلا اسناده ، فسألني عن إسناده ويقول رواية الحديث بلا إسناد من عمل العجم فإن إسناد الحديث كرامة من الله عز وجل لأمة محمد ﷺ[11]

"عبداللہ بن طاہر جب مجھ سے حدیث پوچھتے، میں انہیں بغیر سند کے بیان کرتا تو سند کے متعلق سوال کرتے اور فرماتے کہ بغیر سند کے حدیث بیان کرنا عجمیوں کا کام ہے۔ اسنادِ حدیث امتِ محمدیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہے۔"

اس قول سے معلوم ہوا کہ محدثین سند کے بغیر روایتِ حدیث کو کافروں کے اعمال سے تشبیہ دیتے تھے، والاسناد کا قائم اللہ حدیث کے لیے ہوا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

انما يعلم صحة الحديث بصحة الاسناد[12]

"صحتِ حدیث کا علم صرف سند صحیح ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔"

امام اوزاعیؒ علم کے لیے اسناد کو لازم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ماذهاب العلم الا بذهاب الاسناد

"اسناد کے ختم ہونے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔" اسی طرح عبداللہ بن مبارکؒ نے اسناد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

---

[11] ابن طاهر، عبد اللہ بن طاهر، قول: رواية الحديث بلا إسناد من عمل العجم، فإن إسناد الحديث كرامة من الله عز وجل لأمة محمد ﷺ، بحوالہ: السمعاني، عبد الكريم بن محمد، أدب الإملاء والاستملاء، تحقیق: ماکس فایسفایلر، بیروت: دار إحياء السنة النبوية، ص 6

[12] أحمد بن حنبل، أحمد بن محمد، قول: إنما يعلم صحة الحديث بصحة الإسناد، بحوالہ: الخطيب البغدادي، الكفاية في علم الرواية، مدینہ منورہ: المكتبة العلمية، ص 46

الاسناد من الدين ولو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء[13]

"اسناد دین کا حصہ ہیں، اگر اسناد نہ ہوتیں تو جس کا دل چاہتا جو مرضی بات کر دیتا۔"

مراد یہ ہے کہ اگر قبولِ حدیث کے لیے اصولِ حدیث کی شرط کار فرمانہ ہو تو متصل السند اور راویانِ حدیث مقدوش ہوں، نہ ہوتی تو دین میں من گھڑت افکار و آراء شامل ہو کر اس کا حصہ بن جاتے۔ ان مبارک کلمات کا قول ہے:

بيننا و بين القوم القوائم يعني الاسناد[14]

"ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کن چیز قوام یعنی اسناد ہیں۔"

ومعنى هذا الكلام ان جاء باسناد صحيح قبلنا حديثه والا تركناه فجعل الحديث كالحيوان لا يقوم بغير اسناد كما لا يقوم الحيوان بغير قوائم[15]

"اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ اگر صحیح سند سے حدیث ملے گی تو اسے ہم قبول کریں گے ورنہ ترک کر دیں گے۔ گویا حدیث کی مثال حیوان کی طرح ہے جو کہ بنا سند کے قائم نہیں رہتی جیسے حیوان اپنی ٹانگوں کے بغیر کھڑا نہیں ہو سکتا۔"

دفاع و حفاظت حدیث کے لیے جواز غیبت: غیرتِ اسلام میں ایک عظیم گناہ شمار ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے غیرت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا﴾[16]

---

[13] ابن المبارک، عبد اللہ بن المبارک، قول: الإسناد من الدین ولولا الإسناد لقال من شاء ماشاء، بحوالہ: مسلم بن الحجاج، مقدمۃ صحیح مسلم، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ج1، ص15

[14] ابن المبارک، عبد اللہ بن المبارک، قول: بیننا وبین القوم القوائم، یعني الإسناد، بحوالہ: مسلم بن الحجاج، مقدمۃ صحیح مسلم، ج1، ص15

[15] النووي، یحیی بن شرف، شرح صحیح مسلم، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ج1، ص88

[16] سورۃ الحجرات، آیت: 12

" اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔"

تحقیقِ حدیث کے لیے علمائے محدثین جیسے حرام عمل کو نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ بوقتِ ضرورت اسے واجب گردانا ہے۔ امام نووی نے جوازِ غیبت کے جو چھ اسباب ذکر فرمائے ہیں، ان میں چوتھا سبب جوازِ غیبت کا جرح وتعدیل کے حوالے سے ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

الرابع: تحذير المسلمين من الشر ونصيحتهم وذلك من وجوه منها جرح المجروحين من الرواة والشهود، وذلك جائز باجماع المسلمين، بل واجب للحاجة[17].

"یعنی مسلمانوں کو شر سے بچانا اور ان کی خیر خواہی کرنا، اس کے متعدد اسباب جواز ہیں۔ ان میں سے ایک، مجروح راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے، ایسا کرنا اجماعِ امت سے جائز ہے، بلکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔

"روایت حدیث کی تحقیق وتنقید میں راویوں پر جرح وتعدیل کرتے ہوئے غیرت پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں، مگر یہ اعتراض قابلِ اعتنا نہیں ہے، کیونکہ حدیث کو اختلاط وملاوٹ سے بچانا بہت ضروری ہے اور اس نیت سے کی گئی غیبت سے حدیثِ نبوی کا دفاع کرنا مقصود ہوتا ہے، غیبتِ عارضہ نہیں، بلکہ باعثِ افتخار ہے چنانچہ یحییٰ بن سعید القطان کے حوالے سے منقول ہے:

قال ابو بكر بن خلاد دخلت على يحيى بن سعيد فى مرضه فقال لي: يا ابا بكر ماتركت اهل البصرة يتكلمون؟ قلت: يذكرون خيراً الا انهم يخافون عليك من كلامك في الناس فقال: احفظ عنى، لان يكون خصمى فى الآخرة رجل من عرض الناس احب إلي من ان يكون خصمى فى الآخرة النبى ﷺ يقول: بلغك عنى حديث رفع فى وهمك انه عنى غير صحيح، يعنى فلم تنكر[18].

---

[17] النووي، يحيى بن شرف، رياض الصالحين، تحقيق: شعيب الأرناؤوط، بيروت: مؤسسة الرسالة، باب تحريم الغيبة، ص254؛ نيز: النووي، شرح صحيح مسلم، ص142

[18] الخطيب البغدادي، أحمد بن علي، الكفاية في علم الرواية، مدينه منوره: المكتبة العلمية، ص46؛ نيز: المزي، يوسف بن عبد الرحمن، تهذيب الكمال في أسماء الرجال، بيروت: مؤسسة الرسالة، ص548

"ابو بکر بن خلاد کہتے ہیں "میں " یحییٰ بن سعید کی بیمار داری کے لیے ان کے پاس گیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اے ابو بکر! اہلِ بصرہ کے کیا تاثرات تھے؟ اس پر میں نے کہا وہ آپ کو نیک نامی سے یاد کرتے ہیں، مگر آپ کا لوگوں پر نقد و جرح کرنا، ان کے لیے باعثِ خوف تھا، تو یحییٰ کہنے لگے: میری یہ بات یاد رکھنا کہ لوگوں میں کسی کا اپنی عزت کے لیے مجھ سے آخرت میں جھگڑنا اس چیز سے میرے لیے بہتر ہے کہ روزِ قیامت، جناب رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ جھگڑیں اور فرمائیں کہ تیرے پاس میری طرف منسوب حدیث پہنچی جو کہ صحیح نہ تھی اور تو نے اس پر پابندی نہ کی (یا اس کا رد نہیں کیا۔" یحییٰ بن سعید القطان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ حدیثِ رسول ﷺ کا تحفظ و دفاع ہر قیمت پر ہونا چاہیے۔ دفاعِ حدیث کے لیے لوگوں پر نقد و جرح کرنا قابلِ گرفت نہیں۔ اصول و قواعد کی رو سے احادیث کی تحقیق کرنا، حبِ رسول کا تقاضہ ہے اور حفاظتِ دین کے لیے ناگزیر ہے۔ امام احمد بن حنبل کے متعلق ان کے بیٹے عبد اللہ بیان کرتے ہیں:

جاء ابو تراب النخشبي الى ابى ، فجعل ابى يقول : فلان ضعيف ، فلان ثقة فقال ابو تراب يا شيخ لا تغتاب العلماء، فالتفت ابى اليه ، فقال له: ويحك هذا نصيحة، ليس هذا غيبة[19].

"ابو تراب نخشبی میرے والد (احمد بن حنبل) کے پاس آئے تو والد محترم نے کہنا شروع کر دیا کہ فلان راوی ضعیف ہے، فلان راوی ثقہ ہے، اس پر ابو تراب بول اٹھے کہ شیخ! آپ علما کی غیبت مت کریں، امام احمد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ! یہ غیبت نہیں بلکہ نصیحت ہے۔" گویا رجال، اسماو حدیث پر تنقید اور ان کے عیوب کی نشاندہی غیبت کے زمرے میں نہیں آتی۔

علمِ درایت کی غرض وغایت:

علمِ درایت کے فوائد و ثمرات بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کی روح حدیثِ نبوی کی حفاظت و صیانت ہی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر نور الدین عتر نے اصولِ حدیث کے تین بڑے فوائد ذکر کیے ہیں:

انه تم بذللك حفظ الدين الاسلامي من التحريف والتبديل[20]

[19] الخطیب البغدادي، الكفاية في علم الرواية، ص46؛ نیز: ابن أبي يعلى، محمد بن محمد، طبقات الحنابلة، بيروت: دار المعرفة، ج1، ص249

[20] عتر، نور الدين، منهج النقد في علوم الحديث، دمشق: دار الفكر، ص29

"ان اصولوں کی وجہ سے، اسلام تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہو گیا۔"

ان قواعد هذا العلم تجنب العالم خطر الوعيد العظيم الذي يقع على من يتساهل في رواية الحديث وذالك بقوله ﷺ في الحديث المتواتر "من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار[21] "

"اس علم (درایت) کے قواعد عام لوگوں کو خطرناک وعید سے محفوظ کرتے ہیں، جس کا مستحق روایتِ حدیث میں تساہل انسان ہوتا ہے، مراد آپ ﷺ کا وہ ارشاد ہے جو کہ متواتر حدیث میں ہے کہ "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔" جھوٹ باتوں سے اس کا ٹھکانا گ ہے۔"

(ان هذا العلم قد اجدى فائدة عظيمة في تنقيه الا ذهان من الخرافات)[22]

"اس علم عظیم نے ذہنوں کو اوہام و خرافات سے نقاہت دی ہے۔" علم درایت الحدیث امت مسلمہ کا اختصاص:

علم درایت الحدیث جسے مصطلح الحدیث، علوم الحدیث، اصول الحدیث اور علم الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علم اولین امت مسلمہ کے امتیازات و خصائص میں سے ہے۔ اسلام سے قبل اس قسم کا تحقیق و درایت کا منظم اور مدون سرمایہ موجود نہ تھا، واقعات و قصص میں کذب و افتراء کا دخول ایک عمومی بات تھی۔ معروف و مجہول اقوال سے مبتدعانہ مسائل جنم پاتے تھے اور لوگ ضلالت و جہالت کے گھور اندھیرے میں الجھے رہتے تھے، حق و باطل میں امتیاز کا کوئی معیار نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام و ایمان کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

يرفع الذين امنوا منكم والذين اوتو العلم درجات[23]

"اللہ تعالیٰ تم سے اہل ایمان اور اہل علم کے درجات بلند کر دیتا ہے۔" اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

---

[21] البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، حديث:107

[22] عتر، نور الدين، منهج النقد في علوم الحديث، دمشق: دار الفكر، ص30

[23] سورة المجادلة، آيت:11

قال ابن عباس يرفع الله وعلم الاســناد والرواية مما خص الله به امة محمد و جعله ســلماً الى الدراية، فاهل الكتاب لاســناد لهم ياثرون به المنقولات و هكذا المبتدعون من هذا الامة اهل الضــلالات وانما الاســناد لمن اعظم الله عليه المنة، اهل الاسلام والسنة يفرقون به بين الصحيح و السقيم و المعروف والمنكر و غيرهم من اهل البدع والكفار انما عندهم منقولات لا يرؤنها بغير اســناد و عليها من دينهم الاعتماد وهم لا يعرفون فيها الحق من الباطل[24]

"ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم اور درایت کے علم کو بلند کریں گے جس علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خاص کیا ہے اور اس علم کو درایت حدیث کا ذریعہ بنایا ہے۔ اہل کتاب کی یہی سند ہے کہ وہ منقولات کو ہی ترجیح دیتے ہیں، اسی طرح اس امت سے گمراہ اور بدعتی لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔ بے شک اسناد کا علم تو اس کے لیے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کی حد کر دی ہو۔ اہل اسلام و اہل سنت، صحیح و سقیم، معروف اور منکر کے مابین فرق کرتے ہیں، اور ان کے علاوہ کفار اور بدعتیوں کے پاس محض منقولات ہیں وہ بغیر اسناد کے ان کو ترجیح دیتے ہیں، اور ان پر ہی ان کے دین کی بنیاد ہے اور وہ حق و باطل کو نہیں جانتے۔" امام ابو محمد بن حزم علم مصطلح الحدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں:

نقل الثقة عن الثقة مع الاتصــال حتى يبلغ النبي ﷺ، خص الله به المســلمين دون ســائر الملل....... واما مع الارســال والاعضــال فيوجد في كثير من اليهود ولكن ولا يقربون فيه من موسى قربنا من محمد ﷺ، بل قفون بحيث يكون بينهم وبين موسى اكثر من ثلاثين عصراً ، وانما يبلغون الى شمعون ونحوه[25]

"ثقہ کا ثقہ سے نقل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ تک سند پہنچانا، اس عظمت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام امتوں سے ممتاز فرما دیا ہے۔ مرسل و معضل روایات یہود کے ہاں پائی جاتی ہیں لیکن وہ محمد ﷺ سے ہماری سند جیسی موسیٰؑ سے سند نہیں رکھتے، بلکہ ان کے اور موسیٰؑ کے درمیان تیس سے زائد زمانے پائے جاتے ہیں، وہ صرف شمعون تک پہنچ پاتے ہیں۔

"حافظ ابو علی الجیانی نے ان الفاظ میں امت مسلمہ کے امتیازات کا تذکرہ کیا ہے:

---

24 ابن تیمیة، أحمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، تحقیق: عبد الرحمن بن قاسم، المدینة المنورة: مجمع الملک فهد، ج2، ص410

25 ابن حزم، علي بن أحمد، الفصل في الملل والأهواء والنحل، بیروت: دار الجیل، ج2، ص78-79

خص الله تعالى هذه الامة بثلاثة اشياء لم يعطها من قبلها : الاسناد ، والانساب والاعراب[26]

"اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزیں خصوصی عنایت کی ہیں۔ وہ اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دیں، علم الاسناد، علم الانساب، علم الاعراب"

اسنادِ عالی کی اہمیت:

سند عالی کی اہمیت مسلم ہے، صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایک دوسرے سے احادیث سننے پر اکتفانہ کرتے تھے۔ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے زبان مبارک سے تصدیق حاصل کرتے۔ امام احمد بن حنبل نے سیرت رسول اور حل صحابہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایاہے:

طلب الاسناد العلوم السنة[27]

"سند عالی کی طلب کرنا سنت ہے۔"

امام حاکم نے بھی سند عالی کی جستجو کو قرار دیا۔ نبی ﷺ کے وصال کے بعد سند عالی کے حصول کے لیے جو کوشش کرتے تھے، صحابہ کے علمی اسفار کو محدثین نے اپنے لیے مشعلِ راہ بنایا؛ سیدنا جابرؓ ایک حدیث کی سماعت کے لیے مدینہ منورہ سے مصر تشریف لے گئے اور عقبہ بن عامر سے ملے تاکہ مقصد بیان کیا کہ:

حديث سمعت من رسول الله ﷺ و لم يبق احد سمعه من رسول الله ﷺ غيرى و غيرك في ستر المومن ، قال عقبة : نعم سمعت رسول الله ﷺ يقول من ستر مومناً في الدنيا على حزينة ستره الله يوم القيمة ، فقال له ابو ايوب : صدقت ، ثم انصرف ابو ايوب الى راحلته فركبها راجعاً الى المدنية[28]

[26] الجياني، أبو علي الحسين بن محمد، قول: خص الله تعالى هذه الأمة بثلاثة أشياء... الإسناد و الأنساب و الإعراب، بحواله: السخاوي، فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، ج 1، ص 5۔

[27] ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن، مقدمة ابن الصلاح في علوم الحديث، تحقيق: نور الدين عتر، دمشق: دار الفكر، ص 130

[28] الخطيب البغدادي، أحمد بن علي، الرحلة في طلب الحديث، تحقيق: نور الدين عتر، دمشق: دار الكتب العلمية، ص 86-87

"ستر مومن کے متعلق حدیث، جس کو تمہارے اور میرے سوا کوئی اور سننے والا باقی نہیں رہا، عقبہ نے کہا کہ ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے دنیا میں کسی مومن کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، ابو ایوب نے کہا: تم نے سچ کہا، پھر ابو ایوب اپنے کجاوے کی طرف لوٹے، اس پر سوار ہوئے اور مدینہ واپس روانہ ہو گئے۔"

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ جس نے کسی مومن کی برائی کو دنیا میں پردہ میں رکھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کا پردہ فرمائے گا۔ حضرت ایوب نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ اس کے بعد ابو ایوبؓ اپنی سواری پر مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ امام مالکؒ نے بھی قبول حدیث کے لیے تحقیق کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ کا قول ہے:

اعلم انه ليس يسلم رجل حدث بكل ما سمع ولا يكون اماما ابدا وهو يحدث بكل سمع[29] .

"جان لو کہ وہ انسان سلامت نہیں رہ سکتا جو ہر سنی سنائی حدیث بیان کرے اور نہ ہی وہ کبھی امام بن سکتا ہے جبکہ وہ ہر حدیث سن کر آگے (بغیر تحقیق کے) بیان کرنے لگ جائے۔"

حدیث پر عمل سے قبل تحقیق: خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں:

ولم يلزم العمل به الا بعد ثبوت عدالة رجاله ويجب النظر في احوالهم سوى الصحابي الذي رفعه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لان عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم و اخباره عن طهارتهم[30].

"احادیث پر بہر حال تحقیق کے بغیر عمل لازم نہیں ہوتا بلکہ رواۃ کے احوال کی تحقیق ضروری ہے، مگر صحابہؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ ان کا عادل ہونا اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ثابت ہے اور ان کی طہارت کا بھی علم ہے۔" خطیب بغدادی نے صحابہ و محدثین کے رحلات علمیہ کا اپنی کتاب " الرحلة في طلب الحديث " میں تفصیلی تذکرہ فرمایا ہے۔

[29] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحمل الحديث، ج1، ص10

[30] الخطيب البغدادي، أحمد بن علي، الكفاية في علم الرواية، مدينه منوره: المكتبة العلمية، ص64-65

تحقیق کے بغیر قبولِ روایت کی ممانعت:

نبی کریم ﷺ کی احادیث آخذِ دین ہیں۔ احکامِ اسلام کا غالب حصہ احادیث سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ بنابریں احادیث کی حفاظت وصیانت کے لیے صحابہؓ، تابعین اور علماء امت نے بے مثال کارنامے انجام دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی روایت تحقیق کے بغیر قبول کرنے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع.) "انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے بغیر تحقیق کے آگے بیان کر دے۔"

صحابہ کرامؓ احادیث کے بیان کرنے میں بہت محتاط اور دوسروں سے قبول کرنے میں شدت سے کام لیتے تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کے متعلق مشہور تھا کہ آپؓ قبولِ روایت میں سخت معیار رکھتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے:

(ويشدد في الرواية ويزجر تلامذه عن التهاون في ضبط الالفاظ.)[31]

"ابنِ مسعودؓ روایت میں چستی کرتے اور الفاظ کے ضبط میں سستی پر اپنے تلامذہ کو ڈانٹتے تھے۔" امام موصوف مزید لکھتے ہیں:

وكان ابن مسعود يقل الرواية للحديث ويتورع في الالفاظ[32]

"کہ ابنِ مسعودؓ بہت کم حدیث کی روایت کرتے تھے اور الفاظ کی ادائیگی میں خوب احتیاط برتتے تھے۔" احادیثِ رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت، الفاظِ حدیث کی ادائیگی کے لیے سخت احتیاط اور صحابہ، تابعین اور ائمہ دین کا روایتِ حدیث کے لیے اہتمام واحتیاط پر مبنی بے مثال کارنامہ، اصولِ حدیث کی ضرورت واہمیت کا مظہر ہے۔ تدوینِ حدیث کا مشکل ترین کام امتِ مسلمہ کے تحقیقی رویے کا مرہونِ منت ہے۔ مختصر یہ کہ اصولِ روایت کی بنا پر دینِ اسلام کے تحفظ واشاعت کا کام تحریف وتدلیس سے محفوظ ہوا۔

---

[31] الخطیب البغدادي، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، تحقیق: محمود الطحان، الریاض: مکتبة المعارف، ج2، ص143

[32] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، المقدمة، باب بیان أن الإسناد من الدین وأن الروایة لا تکون إلا عن الثقات، ج1، ص15

تجزیہ

علمِ درایتِ حدیث دراصل احادیثِ نبویہ ﷺ کی تحقیق، تنقید، تفہیم اور صحت کے تعین کا ایک جامع علمی منہج ہے۔ حدیث کی تشریعی حیثیت اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کے قبول و رد کے لیے مضبوط اور مستند اصول اختیار کیے جائیں۔ محدثین نے سند اور متن دونوں کو تحقیق کا بنیادی موضوع قرار دے کر روایت کی صحت جانچنے کے لیے غیر معمولی علمی خدمات انجام دیں۔ اسناد کے ذریعے راویوں کے اتصال، عدالت اور ضبط کی تحقیق کی گئی، جبکہ متن کے ذریعے روایت کے مضمون اور مفہوم کا تنقیدی جائزہ لیا گیا۔ جرح و تعدیل کے اصولوں نے ثقہ، ضعیف اور مجروح رواۃ کے درمیان امتیاز قائم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ محدثین نے روایت کے معاملے میں احتیاط کو اختیار کرتے ہوئے ہر سنی سنائی بات کو قبول کرنے کے بجائے تحقیق اور تثبت کو ضروری قرار دیا۔ علمِ درایت نے موضوع اور ضعیف روایات کو صحیح احادیث سے ممتاز کرنے اور حدیثی ذخیرے کو تحریف و اختلاط سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ صحابہ، تابعین اور ائمہ محدثین کے علمی اسفار اور اسناد کے حصول کی کوششیں حدیثی تحقیق میں ان کے غیر معمولی علمی ذوق کی عکاسی کرتی ہیں۔ جرح و تعدیل کے ذریعے رواۃ پر تنقید کا مقصد شخصی عیب جوئی نہیں بلکہ دین اور سنتِ رسول ﷺ کی حفاظت اور امت کی علمی رہنمائی تھا۔ مجموعی طور پر علمِ درایتِ حدیث نے امتِ مسلمہ کو ایسا تحقیقی و تنقیدی نظام فراہم کیا جس کے ذریعے حدیث کی صحت، حفاظت اور قابلِ اعتماد ترسیل کو یقینی بنانے میں مدد ملی۔

نتائج

1۔ علمِ درایتِ حدیث حدیثِ نبوی ﷺ کی صحت، تحقیق اور تفہیم کے لیے بنیادی علمی ذریعہ ہے۔ اس کے اصولوں کے بغیر صحیح اور غیر صحیح روایات کے درمیان امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔

2۔ اسناد حدیثی تحقیق کا بنیادی ستون ہیں، کیونکہ سند کے ذریعے راویوں کے اتصال، عدالت اور ضبط کی جانچ کی جاتی ہے۔ اسناد ہی روایت کو اس کے اصل ماخذ تک پہنچانے کا اہم ذریعہ بنتی ہیں۔

3۔ جرح و تعدیل نے حدیث کے رواۃ کی علمی و اخلاقی حیثیت متعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس علمی نظام کے ذریعے قابلِ اعتماد اور نا قابلِ اعتماد راویوں میں امتیاز قائم کیا گیا۔

4۔ محدثین نے روایت کے قبول میں غیر معمولی احتیاط اور تحقیق سے کام لیا۔ ان کا یہ منہج حدیثی ذخیرے کو کذب، وضع، تحریف اور تدلیس سے محفوظ رکھنے کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوا۔

5۔ علمِ درایت امتِ مسلمہ کے عظیم علمی امتیازات میں شمار ہوتا ہے، جس نے روایت کی جانچ کے لیے منظم اصول و ضوابط فراہم کیے۔ یہی اصول حدیثی روایت کے تحقیقی معیار کو مضبوط بناتے ہیں۔

6۔ حدیث کی حفاظت دراصل اسلامی تعلیمات کی حفاظت سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے عصرِ حاضر میں بھی احادیث کو بیان اور قبول کرتے وقت اصولِ حدیث، تحقیقِ سند اور صحتِ متن کے اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔

Bibliography

1. Al-Qur'an al-Karim.
2. Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il. Sahih al-Bukhari. Beirut: Dar Ibn Kathir.
3. Muslim ibn al-Hajjaj. Sahih Muslim. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi.
4. Ibn Kathir, Isma'il ibn Umar. Tafsir al-Qur'an al-Azim. Riyadh: Dar Tayyibah.
5. Al-Khatib al-Baghdadi, Ahmad ibn Ali. Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah. Madinah: Al-Maktabah al-Ilmiyyah.
6. Al-Khatib al-Baghdadi, Ahmad ibn Ali. Al-Jami li Akhlaq al-Rawi wa Adab al-Sami. Riyadh: Maktabah al-Maarif.
7. Al-Khatib al-Baghdadi, Ahmad ibn Ali. Al-Rihlah fi Talab al-Hadith. Damascus: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah.
8. Ibn al-Salah, Uthman ibn Abd al-Rahman. Muqaddimah Ibn al-Salah fi Ulum al-Hadith. Damascus: Dar al-Fikr.
9. Al-Nawawi, Yahya ibn Sharaf. Sharh Sahih Muslim. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi.
10. Al-Sakhawi, Muhammad ibn Abd al-Rahman. Fath al-Mughith bi Sharh Alfiyyat al-Hadith. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah.
11. Ibn Taymiyyah, Ahmad ibn Abd al-Halim. Majmu al-Fatawa. Madinah: Mujamma al-Malik Fahd.
12. Ibn Hazm, Ali ibn Ahmad. Al-Fasl fi al-Milal wa al-Ahwa wa al-Nihal. Beirut: Dar al-Jil.
13. Al-Mizzi, Yusuf ibn Abd al-Rahman. Tahdhib al-Kamal fi Asma al-Rijal. Beirut: Mu'assasat al-Risalah.
14. Ibn Abi Ya'la, Muhammad ibn Muhammad. Tabaqat al-Hanabilah. Beirut: Dar al-Marifah.
15. Atrar, Nur al-Din. Manhaj al-Naqd fi Ulum al-Hadith. Damascus: Dar al-Fikr.